فورڈ کمپنی کا زوال کئی ثقافتی قدروں کا زوال ہے

امریکی معیشت یورپ و جاپان کے رحم و کرم پر ہے

قومی تشخص کے بجائے سستی اور خوبصورت چیزیں درکار ہیں

فورڈ کمپنی نے ۳۰ ہزار کارکنوں کو فارغ کر دیا ہے۔ امریکی کاروں کی کمپنیاں ناکام ہو رہی ہیں، غیر ملکی کمپنیاں ان کی جگہ لے رہی ہیں۔ اس حوالے سے اعداد و شمار، شمالی امریکہ کی معاشی تباہی کی داستان سنا رہے ہیں۔ فورڈ، جنرل موٹرز اور کرسلر جن کو Big Three کہا جاتا تھا کے مارکیٹ میں حصص تیزی سے نیچے کی طرف آ رہے ہیں۔ پنشن کی مد میں خرچ ہونے والی رقم میں اضافہ اور مصنوعات کو فروخت کرنے کے لیے قیمتوں میں بہت زیادہ کمی پر انحصار نے ان مصنوعات کی فروخت پر کاری ضرب لگائی ہے۔ ان کمپنیوں کا نقصان امریکی معیشت کے کھوکھلے دعوؤں کو بے نقاب کر رہا ہے۔ امریکی معیشت ڈانواڈول ہے۔ دنیا بھر میں جاری جنگوں نے معیشت کا دیوالیہ نکال دیا ہے۔ مسئلہ صرف گاڑیوں کی کمپنی کا نہیں بلکہ تنخواہوں کا حال بھی یہی ہے، ہر جگہ تنخواہیں کم ہو رہی ہیں، مراعات چھینی جا رہی ہیں، امریکی شہریوں کو حاصل سہولیات میں کمی مسلسل ہو رہی ہے، لوگ قربانی دینے پر آمادہ نہیں، لوگ قربانی کیوں دیں آخر کون سا مقصد سامنے ہے۔

کرسلرز (Chrysler) کو جرمن کمپنی نے خرید لیا ہے جبکہ جنرل موٹرز کو گذشتہ ہفتے ۶ء۸ ارب ڈالر کا خسارہ کا سامنا کرنا پڑا ہے جو کہ ۱۹۹۲ء سے اب تک سب سے بڑا خسارہ ہے۔

فورڈ کمپنی کے مارکیٹ میں حصص میں گذشتہ دس سالوں سے مسلسل کمی ہو رہی ہے گذشتہ ہفتے کرسلر کمپنی میں اس نوٹس نے لوگوں کو شدید اضطراب میں مبتلا کر دیا کہ کمپنی ۶ ہزار افراد کو ملازمت سے فارغ کر دے گی۔ یہ اعلان اس وقت کیا گیا ہے جب غیر ملکی کمپنیاں کاروبار پر قبضہ کر رہی ہیں۔

۱۹۷۹ء میں امریکی سڑکوں پر چلنے والی ہر دس میں تین کاریں Big Three کی فروخت کردہ ہوتی

تھیں۔۲۰۰۴ء میں دوسری یورپی اور امریکی کار بنانے والی کمپنیوں نے امریکی مارکیٹ پر قبضہ کرنا شروع کیا اور محض ۵۰ فی صد امریکی سڑکوں پر چلنے والی گاڑیاں امریکی کمپنیوں کی فروخت شدہ ہوتی تھیں۔لیکن اب مقامی امریکی کاروں کی فروخت میں دس فی صد کمی ہو چکی ہے جو چند سالوں میں مزید کم ہو جائے گی۔

امریکی گاڑیاں کارخانوں میں کھڑی ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے امریکہ کی معیشت کا بنیادی حصہ ختم ہو رہا ہے۔

''امریکی صدی'' کو امریکی کاروں کے سوا کسی اور چیز سے پہچانا نہیں جا سکتا جو کہ ہنری فورڈ اور ماڈل ففٹی سے شروع ہوئے تھے اور ان کا سفر پچاس کی دہائی کے tail finned monster سے ۷۰ کی دہائی تک امریکی سڑکوں پر رہا۔

امریکی کاریں ''آزادی'' (Freedom) کی علامت تھیں۔امریکی نوجوانوں کے گاڑی چلانے کا لائسنس حاصل کرنا اور اپنی پہلی فورڈ یا chevy حاصل کرنا نوجوانی کی طرف پہلا قدم ہوتا تھا۔ان کاروں نے کچھ مزید امریکی علامات کو جنم دیا ان علامات میں موٹل، اشتہاری تختے اور گاڑیوں میں قائم ریستوران (dinners) شامل ہیں۔سرمایہ داری کا ہر بچہ کئی نئے بچوں کو جنم دیتا ہے، ہر بچہ پیسہ مانگتا ہے، آپ پیسے دیتے چلے جائیں بچے پیدا ہوتے چلے جائیں گے، ایک مزے سے سو مزے تک تفریحات اور لذت کے چٹخارے کا دائرہ بڑھتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ لوگوں کی قوت خرید ختم ہو جاتی ہے۔

۱۹۷۴ء میں امریکی کاروں کو چمکدار رنگوں میں رنگا جاتا تھا جو شوخی اور طراری کی علامت تھیں، امریکی طرارے بھرتے ہوئے کاروں میں فراٹے اور خراٹے بھرتے تھے۔غرور اور شاہانہ انداز ان کاروں کی آواز رفتار اور جھٹکوں سے عیاں تھا، لمبی لمبی گاڑیاں طویل آرزوؤں کی یاد دلاتی تھیں اب سب قصہ ماضی ہے شوخی سادگی میں بدل رہی ہے، رنگ ہلکے ہو گئے ہیں یا پھیکے پڑ گئے ہیں۔ہو سکتا ہے کہ یہ امریکی حکمرانی رسامراجیت کے زوال کی علامت ہو یا پھر یہ اس زوال کی علامت بن جائے۔

زیادہ تر امریکی کاروں کے نام (جنگلی گھوڑا) Mustang،(جنگلی گھوڑا) Charger اور (نوجوانی سے بھرپور Juveline کی طرح کے ہیں جس میں نتائج کی پرواہ کیے بغیر تیز رفتاری سے آگے بڑھنے کی جستجو واضح طور پر محسوس ہوتی ہے البتہ انجن کی جسامت اور ان کاروں کو دوڑانے کے دوران پیدا ہونے والا شور معنی رکھتا ہے۔یہ رویہ امریکی اسعماریت کی علامت ہے کہ کس طرح ۹ کروڑ سرخ ہندیوں کو پچاس سال میں نتائج کی پروا کیے بغیر تڑپا تڑپا کر ہلاک کر دیا گیا، دل جو چاہے وہی چاہیے، یہ سرمایہ داروں کا نعرہ تھا، جس کا محافظ اور وکیل امریکہ ہے۔امریکی گاڑیوں کی گھن گھرج ایک تفاخر کا احساس دلاتی ہے، لمبی لمبی گاڑیاں سڑکوں پر چلتیں تو

لگتا جنات قطار اندر قطار چلے آرہے ہیں ان کے چلنے کی شان تھی لیکن سڑکیں اور معیشت ان گاڑیوں کا بوجھ برداشت نہ کرسکتی تھیں، چھوٹی چھوٹی گلیوں میں ان گاڑیوں کو موڑنا مشکل تھا لہٰذا امریکی جہازی جسامت کی گاڑیاں کباڑیوں کی زینت اور قصہ پارینہ ہوگئیں۔امریکی کاریں ''ذات'' (self) کا اظہار ہیں جس کی ابتداء بیسویں صدی کے آغاز سے ہوئی جب ڈیٹرائٹ میں ہنری فورڈ نے جنم لیا۔اس نے ماڈل ٹی کی کاریں بڑی تعداد میں تیار کروائیں۔اس نے نہ صرف اپنی زندگی میں انقلاب برپا کیا اور ایک غریب دیہاتی سے شہر کا ایک امیر ترین شہری بنا بلکہ اس نے امریکی طرز زندگی میں بھی انقلاب برپا کیا۔لیکن یہ انقلاب ایک جعلی انقلاب تھا۔سرمایہ داری کے پیدا کردہ تمام انقلابات جعلی ہوتے ہیں کیونکہ اس انقلاب کے پس پشت کوئی محرک اور مستقل اخلاقی اقدار نہیں ہوتی بلکہ صرف پیسہ لذت اور تعیش ہوتا ہے یہ دو چار دس برس کی بات ہوتی ہے اس سے زیادہ یہ دور پائیدار نہیں ہوتا لہٰذا سرمایہ داری کے پر تعیش دعوے اور دلیلیں بہت جلد ختم ہوجاتے ہیں۔

کاروں کے انقلاب میں داخل ہونے کے بعد امریکی معاشرہ کاشتکار معاشرے سے ایک صنعتی معاشرے میں تبدیل ہوگیا۔یہاں نئے ثقافتی ہیرو نے جنم لیا جس کی شخصیت فورڈ سے پہچانی جانے لگی جو خود شہر کا ایک بڑا سرمایہ دار تھا۔

بیس کی دہائی میں فورڈ کی متحرک فلمیں دنیا کی سب سے بڑی فلمی صنعت بن گئی جس نے ۳۰۰۰ سے زائد فلمیں پیش کیں جس میں فورڈ کے ذریعے انجام پانے والے کارنامے دکھائے جاتے۔فلمی صنعت کے ذریعے اشیاء اور مصنوعات کی تشہیر نئی چیز نہیں تھی یہ چیز اس صنعت کی پیدائش سے موجود ہے۔فورڈ نے سرمایہ داری کو طرز زندگی کے طور پر رائج کردیا اور خوب مال کمایا گاڑیوں کی فروخت کے لیے پچاس کی دہائی میں امریکہ drive in سینما کے دور میں داخل ہوا اور مضافاتی علاقے کاروں کے ہجوم سے بھر گئے۔

کاروں کے اشتہارات میں کار ایک کھلی سڑک پر نیلے آسمان تلے دکھائی جاتی تھی جس میں ہر شخص اپنی بیوی اور بچوں کے ہمراہ بین الریاستی طویل راستوں پر سفر کرتے دکھائی دیتے ہیں۔امریکی کاریں دنیا کی بہترین کاریں تھیں اور امریکی عوام دنیا کے بہترین لوگ تھے مگر یہ مفروضہ ۱۹۷۰ء میں تیل کے بحران کے بعد ختم ہوگیا اور اس کے بعد امریکی کاریں اور امریکی عوام دونوں کمزور پڑتے چلے گئے۔Rob Letham جو ایک معروف ثقافتی ماہر ہے اس کو پہلی دفعہ ۱۹۶۳ء میں جو کار دی گئی وہ Chevy Malibu تھی اس وقت اس کی عمر ۱۶ سال تھی اس کا کہنا ہے کہ یہ کار تیل کے بحران کے دور کے عروج میں سب سے زیادہ تیل پینے والی گاڑی تھی اور اس وقت ہر متبادل دن پر تیل ملتا تھا۔اس کو چلانا ایک دردسر تھا لہٰذا میں ایک ٹیلی فون پول کے ساتھ اسے باندھ کر میں نے جان چھڑالی مگر آج بھی میں اس کار کو دل سے پسند کرتا ہوں۔[ڈان،۳۱/جنوری ۲۰۰۶ء]

ساحل فروری ۲۰۰۶ء